OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN(E) 2788-4058
ISSN(P) 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 102-126

صوفیا کے ہاں ابتلاء و آزمائش کی تعبیرات

Sufi Interpretation of Suffering & Testing

Mr. Allah Ditta

Lecturer Islamic Studies Federal Govt. Degree College for Boys Multan Cantt, Ph.D. Scholar Islamic Studies Department B.Z.U. Multan

Muhammad Ramzan Saeedi

PhD Scholar Department of Islamic Studies GC University Faisalabad,

Abstract

This investigation is an effort to discuss the role of sufferings for getting closeness to Allah Almighty and becoming this beloved. In this regard, importance of sufferings and pains has been discussed in detail in this investigation and according to Islamic teachings and Sufism. Generally, Sufferings and Sorrows are considered the proof of Allah's displeasure and annoyance, but these are blessings for some people. The life of Sufi saints is archetypal in this regard because they not only accept these troubles and griefs with great courage only for the sake of Allah but also advice their followers to be calm and cool on these events. This article clarifies the public misunderstandings and explores the true ideology of Islam. In short, this study is an effort to promote hope and courage among humans in the Pakistani society which is prevailing rapidly almost in every society. It also aims at alleviating dissatisfaction, disappointment, and hopelessness from the society.

Keywords: Sufism, Sufferings, Muslims, Islam, Sufis, Allah, Saints, Propinquity.

تمہید

دکھ اور سکھ ہمیشہ سے انسان کی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ رہے ہیں۔ انسان کی زندگی میں کبھی ثبات نے مستقل مزاجی کے ساتھ قیام نہیں کیا بلکہ تغیر نے ہمیشہ انسان کے ساتھ اپنا تعلق و

لگاؤ خوبصورتی کے ساتھ استوار کیے رکھا ہے۔ اسی لیے عام انسان سے لیکر اولیا و انبیاء تک سب کو انہی حالات کے ساتھ پالا پڑتا ہے۔ انسان کی فطرت ہے کہ وہ خوشیوں کے ملنے پر خوش ہوتا ہے ہے اور دکھوں کے ملنے پر غمگین ہو جاتا ہے۔ اس لیے طبعاً انسان خوشیوں کو پسند کرتا ہے اور دکھوں اور تکلیفوں کو ناپسند کرتا اور ناگوار گردانتا ہے۔ ہر انسان کی یہ خواہش اور چاہت ہوتی ہے کہ اس کی زندگی خوشیوں سے بھرپور ہو لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں ہے ہے کیونکہ نہ چاہتے ہوئے بھی انسان کو غموں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسلام نے بحیثیت دین مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ غموں کو خوش اسلوبی کے ساتھ برداشت کریں ایسا کرنے پر نہ صرف انہیں اجر ملے گا بلکہ اللہ رب العزت کی رضا کا بھی حصول ہو سکے گا۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق غموں اور دکھوں کو خوش اسلوبی کے ساتھ برداشت کرنے کی صورت میں اس کے گناہ بھی معاف ہوں گے اور نیکیاں بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت بہت سے بندوں کے لیے نعمت کا سبب ہوتی ہے اگرچہ بظاہر ناگوار و ناقابل برداشت ہوتی ہے ہے لیکن درحقیقت وہ اپنے ساتھ بہت سی بھلائیاں لے کر آتی ہے جبکہ اولیاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق تو مصیبت کی وجہ سے سے بندہ راہ سلوک کی منازل بھی طے کر سکتا ہے اور رب قدوس کے قریب ہو سکتا ہے۔ اس آرٹیکل میں انہی باتوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح مصیبت کو برداشت کرنے کی صورت میں سالک سلوک کی منازل طے کر کے واصل باللہ ہو سکتا ہے۔ عصر حاضر میں اس آرٹیکل کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہو جاتی ہے کہ آج اس مادی دور میں ہر طرف مصیبتوں، پریشانیوں اور دکھوں کی بھرمار ہے جس کی وجہ سے بندہ بے سکونی کا شکار ہے۔ اس بے سکونی، ٹینشن، ڈپریشن، بے چینی، افراتفری کی وجہ سے ہر انسان کرب میں مبتلا ہے۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ عوام کو یہ آگاہی فراہم کی جائے کہ مصیبت ہر صورت میں اللہ رب العزت کی ناراضگی کا ہی سبب نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات یہ بندہ مومن کے لیے خیر اور بھلائی کی بھی صورت ہوتی ہے۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ اگر انسان کو نفسیاتی طور پر پر تسلی دی جائے اور اسے ذہنی طور پر مضبوط کر دیا جائے تو وہ دکھوں کو باآسانی برداشت کر سکتا ہے جبکہ دوسری طرف اس کے برعکس وہ لوگ جو نفسیاتی اور ذہنی طور پر کمزور ہوتے ہیں وہ دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت نہیں کر پاتے۔ جس کے نتیجے میں یا تو وہ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں یا اللہ رب العزت کی ذات سے بددل لیتے ہیں یا وہ اسلام کا دامن چھوڑ دیتے ہیں یا اتنے دلبر داشتہ ہوتے ہیں کہ وہ خودکشی کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ اس لیے ان سطور میں

اسی بات کی عکاسی کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مصیبت کو زحمت نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی رحمت تصور کرنا چاہیے اور بد دل نہیں ہونا چاہیے۔ اس آرٹیکل کے ذریعے نہ صرف ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گا بلکہ معاشرے میں پھیلی بد سکونی کو کم کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ یہ آرٹیکل اس لیے بھی اہم ہے کہ مصیبت پر حصول ثواب، معافی سئیات اور درجات کی بلندیوں کی بات تو بالعموم کی جاتی ہے لیکن یہ آرٹیکل عمومی مؤقف سے ہٹ کر مصیبت کے ذریعے قرب خداوندی اور منازل سلوک سے بحث کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے تاریخی و تجزیاتی تحقیق کا سہارا لیا گیا ہے اور عصر حاضر کے مسائل پر ان کا اطلاق وانطباق کرنے کے لیے اطلاقی تحقیق کی مدد لی گئی ہے۔

صوفیاء کے منہج کرب وبلا کا شرعی جائزہ

صوفیاء کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہے اسی وجہ سے ان کے ہاں مصیبت کو خاص اہمیت حاصل ہے اور وہ مصیبت کو اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ خیال کرتے ہیں اور حضرت خدیجہ نے رسول اللہ کی جو خصوصیات بیان کی تھیں ان میں یہ بھی تھی کہ آپ حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔[1] ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کا جب وصال ہوا تو انہی دنوں میں ابوطالب بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ دونوں نفوس رسول اللہ ﷺ کے خاص رفیق کار تھے۔ ان کے داغ مفارقت کی وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن یعنی غم کا سال رکھا گیا۔ کفار نے پریشان کرنے میں انتہا کر دی۔ طائف میں جا کر تبلیغ فرمائی تو لوگوں نے پتھر مارے دل ٹوٹ گیا تو معراج نصیب ہوئی۔ دل بہلانے کے لیے آسمانوں کی سیر کرائی گئی جنت کی بہاریں دکھائی گئیں۔ استقبال ذی شان کے تمام انتظامات کیے گئے۔ عرش کے پار دیدار الہی کا شرف بخشا گیا۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى[2] کی خلعت زیبا عطا ہوئی اور پھر وہاں فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى[3] کے راز و نیاز ہوئے۔ يَا مُحَمَّدُ بِمَ أُشَرِّفُكَ؟ [4] فرما کر منہ مانگی فرمائش پوری کی گئی دل کا ٹوٹنا ان ساری کرم نوازیوں کا سبب بنا۔[5] یونہی حضرت عائشہ صدیقہ پر جب تہمت لگائی گئی تو پھر آپ کی شان بارے سورۃ نور کی گیارہ آیات طیبات نازل ہوئیں۔ اور امت قیامت تک آپ کی عفت و پاک دامنی کی گواہی دیتی رہے گی۔ یہ عروج بھی ابتلاو آزمائش کے بعد ملا۔ چنانچہ مصیبت عام مسلمان کے لئے بھی خیر کا سبب ہوتی ہے اور اس کے گناہوں کو دور کرنے کے علاوہ نیکیوں کے حصول کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

منازل سلوک کے حصول میں مصیبت کے کردار کے قرآنی دلائل

مصیبت کے باعث کسی شخص کے درجات کی بلندی یا قرب خداوندی کے حصول کے ضمن میں بہت سی آیات اشارہ کرتی ہیں۔ ان میں سے چند آیات یہاں درج کی جاتی ہیں۔ واقعہ افک جو بظاہر بہت شدید نوعیت کا واقعہ ہے جس کی بدولت اصحاب رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ تکلیف و اذیت کا سامنا کرنا پڑا مگر اللہ تعالی نے اسے بہتر اور مبنی بر خیر قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ''(6)

(بیشک جو لوگ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک گروہ ہے، تم اس واقعہ کو اپنے لیے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔)

ایک اور جگہ ہے:

''وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ''(7)

(اور ہم تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلاء کر کے ضرور آزمائیں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں گے خوشخبری سنادو ان کو۔)

ارشاد ربانی ہے:

''فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ''(8)

(اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ سرنگوں نہیں ہوئے۔ ایسے ہی صابروں کو اللہ رب العزت پسند کرتا ہے۔)

مصیبت اس لیے بھی خیر کا سبب ہے کہ اس کی بدولت سالک کی توجہ اللہ رب العزت کی طرف ہو جاتی ہے اور وہ اللہ رب العزت کو پکارتا ہے اس سے التجا کرتا ہے گڑگڑاتا ہے یوں یہ امر اسے بارگاہ خداوندی کے قریب کرنے کا سبب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ''(9)

(اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔)

یہی مضمون ایک دوسری جگہ پر بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا''[10]

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اپنی طرف سے اس کو نعمتیں بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے میرے علم اور دانش کی وجہ سے ملی ہیں۔ نہیں بلکہ وہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

یہی مضمون ایک اور جگہ پر بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ''[11]

(اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا اور اس کی طرف دل سے رجوع کرتا ہے۔)

ایک دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ مصیبت زدہ لوگ اللہ کے قریب ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ''[12]

(بیشک ان کو ہمارے ہاں بڑا قرب حاصل ہے اور خوبصورت انجام)

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی تھی ان میں یہ بات بھی تھی کہ وہ مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

''يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ''[13]

(اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، اور جو مصیبت تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو، یہ باتیں عزیمت کے کاموں میں سے ہیں۔)

مصیبت کے قرب خداوندی کا سبب بننے کا ذکر ایک اور مقام پر بھی کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰي مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ''[14]

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔)

ارشاد ربانی ہے:

''وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا''[15]

(اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے، بیٹھے اور کھڑے)

منازل سلوک کے حصول میں مصیبت کے کردار کے حدیثی دلائل

منازل سلوک کے حصول میں مصیبت کے کردار کی وضاحت بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ درجات کی بلندی، گناہوں کی معافی اور نیکیوں کا حصول کثیر احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قرب خداوندی کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے کہ مصیبت زدہ شخص اللہ رب العزت کے قریب ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''اتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ ''[16]

(مظلوم کی آہ سے ڈر کیونکہ مظلوم کی آہ اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔)

علقمہ نے عبد اللہ سے نقل کیا جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے اس سے مراد وہ شخص ہے کہ جب اس کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ راضی ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔[17] حضرت عائشہ زوجہ نبی کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے بیان کیا کہ کوئی مصیبت بھی مسلمان کو نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اس کے جسم میں چبھے۔[18] حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں آپ ﷺ نے بیان کیا کہ مسلمان کو کوئی رنج و غم نہیں ومصیبت نہیں پہنچتی یہاں تک کہ اگر کوئی کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔[19]

کسی بھی شخص کے مال یا جان پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت اس کے لیے خیر کا سبب بنتی ہے اور اس کے لیے اس میں بہتری ہی بہتری ہوتی ہے اگرچہ بعض حالات میں سالک کے لیے اس پر صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کوئی مسلمان جس کے تین بچے مر جائیں مگر اللہ تعالیٰ ان بچوں پر فضل و رحمت کے سبب سے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ 20 حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے خواتین نے یہ عرض کیا کہ ہمیں وعظ کرنے کے لیے آپ ایک دن مقرر فرما دیجئے، تو آپ نے ان کو وعظ فرمایا اور یہ فرمایا کہ جس عورت کے بھی بچے فوت ہو جائیں وہ اس کے لیے دوزخ سے حجاب ہو جائیں گے ایک عورت نے کہا اور اگر دو ہوں تو! آپ نے فرمایا دو بھی۔ 21 حضرت ابو ہریرہ

بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں ہو گا جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ دوزخ میں داخل ہو مگر قسم کو پورا کرنے کے لئے۔ امام بخاری نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا:

''وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا''[22]

(اور تم میں سے ہر شخص دوزخ پر وارد ہو گا۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے تین بالغ بچے فوت ہوئے وہ اسے دوزخ سے بچانے کے لیے مضبوط قلعے کی مانند ہوں گے۔ ابوذر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دو بھیج چکا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو بھی اسی طرح ہیں۔ سید القراء ابی بن کعب نے عرض کیا میرا ابھی ایک بیٹا فوت ہوا ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بھی لیکن یہ (ثواب) پہلے صدمہ کے وقت ہے۔[23] حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب ناتمام کچے بچے کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو وہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا، تب اس سے کہا جائے گا اے ناتمام بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے، تو وہ اپنے ماں باپ کو اپنی ناف سے باندھ کر گھسیٹے گا حتیٰ کہ ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔[24]

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔[25] ایک روایت میں ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو کسی مصیبت زدہ کو دیا جائے[26] اس لیے کہ وہ مصیبت زدہ شخص اللہ کا پیارا ہوتا ہے۔ اس لیے اس صدقہ کے قبول ہونے کے امکانات زیادہ ہیں۔

مصیبت زدہ شخص مرفوع القلم ہے یعنی اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں لکھے جاتے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین طرح کے لوگ مرفوع القلم ہیں۔ (1) بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے (2) سویا ہوا شخص جب تک بیدار نہ ہو جائے۔ (3) مصیبت زدہ شخص، جب تک اس کی پریشانی دور نہ ہو جائے۔[27]

حضرت امام حسینؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مسلمان مرد یا عورت کو کوئی مصیبت پہنچے خواہ اسے گذرے ہوئے کتنا ہی لمبا عرصہ ہو چکا ہو اور جب

بھی اسے وہ یاد آئے، اس پر وہ اناللہ وانا الیہ راجعون کہہ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس پورا ہی ثواب عطاء فرمائیں گے جو اس مصیبت پہنچنے کے دن پر عطاء فرمایا تھا۔(28)

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک مرتبہ اپنا ہاتھ نبی ﷺ کے جسد اطہر پر رکھا تو کہنے لگا کہ آپ کو جس شدت کا بخار ہے، بخدا! آپ پر زیادہ دیر تک ہاتھ رکھنے کی مجھ میں طاقت نہیں، نبی ﷺ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء کو جس طرح اجر و ثواب سے دوگنا دیا جاتا ہے، اسی طرح مصیبت بھی دوگنی آتی ہے، کسی نبی کی آزمائش جوؤں سے ہوئی اور وہ انہیں مارا کرتے تھے، کسی نبی کی آزمائش فقر و فاقہ سے ہوئی، یہاں تک کہ وہ ایک عباء لیتے اور اسی میں پورا جسم لپیٹتے تھے اور وہ لوگ مصائب پر اسی طرح خوش ہوتے تھے جیسے تم لوگ آسانیوں پر خوش ہوتے ہو۔(29) مصیبت برداشت نہ کرنے والوں اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے والوں کو ایک روایت میں فساق اور جہنمی قرار دیا گیا ہے۔(30) حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی تکلیف دہ بات کو سن کر اللہ سے زیادہ اس پر صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے لیکن وہ پھر بھی انہیں عافیت اور رزق دیتا ہے، اس کی مصیبتیں دور کرتا ہے۔(31)

مصیبت برداشت کرنے پر درجات کا بلند ہونا

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کو کانٹا چبھنے کی یا اس سے بھی کم درجے کی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے بدلے ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔(32)

یہ بات مسلمہ ہے کہ انبیائے کرام اور نیک لوگوں کو بھی آخر دم تک مصیبتوں کا سامنا رہا، اللہ تعالیٰ نے ان کیلیے ان مصیبتوں کو جنتوں میں بلند درجات حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا، یہی وجہ ہے کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب انسان کیلیے اللہ تعالی کے ہاں کوئی ایسا درجہ مختص ہو جسے پانے کیلیے انسان کے اعمال ناکافی ہو تو اللہ تعالی اس کو جسم، مال، یا اولاد کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔(33)

نعمت افضل ہے یا مصیبت

صوفیا کے ہاں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ مصیبت نعمت سے افضل ہے اس لیے کہ اس میں اللہ رب العزت کی رضا شامل ہوتی ہے جب کہ نعمت میں صرف نفس کا حظ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بذریعہ الہام فرمایا گیا اے سری میں نے مخلوق پیدا فرما کر اس سے پوچھا کیا تم مجھ کو دوست رکھتے ہو سب نے بالاتفاق عرض کی کہ تیرے سوا اور کون ہے جسے ہم دوست رکھیں گے پھر میں نے دنیا بنائی نو حصے اس کی طرف ہو گئے ایک حصہ نے کہا ہم اس کی خاطر تجھ سے جدائی نہ کریں گے پھر آخرت تخلیق فرمائی اس ایک حصہ سے نو حصے اس کے خریدار ہو گئے باقیوں نے عرض کی ہم دنیا کے سائل نہ آخرت پر مائل ہم تو تیرے چاہنے والے ہیں پھر بلائیں پیش کی گئیں ان میں سے نو حصے گھبرا کر پریشان ہو گئے ایک حصہ نے عرض کی تو زمین اور آسمان کے چودہ طبق کو بلا کا ایک طوق بنا کر ہمارے گلے میں ڈال دے مگر ہم تیری طرف سے منہ پھیرنے والے نہیں ان کی نسبت ارشاد ہوا:

یہ میرے سچے دوست ہیں۔[34]

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلا و نعمت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

آنچہ از دوست می رسد نیکوست

دوست سے جو کچھ پہنچے اچھا ہوتا ہے

امام حسن کو خبر ہوئی ارشاد ہوا اللہ ابوذر پر رحم کرے مگر ہم اہل بیت کے نزدیک بلا نعمت سے افضل ہے کہ نعمت میں نفس کا بھی حظ ہے اور بلا محض رضائے دوست ہے۔[35] یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تکالیف اپنی خوشی سے برداشت کیں اس میں مجبوری کا کوئی دخل نہ تھا۔[36] حضرتِ سیِّدُنا وہب بن منبہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ نے عرض کی: یااللہ عَزَّ وَجَلَّ! تجھے تیرے بندوں میں سے محبوب ترین کون ہیں؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: مریضوں کی عیادت کرنے والے، بیواؤں سے تعزیت کرنے والے اور جنازوں کے ساتھ چلنے والے۔[37]

کیا سالک ابتلاء و آزمائش کی طلب کر سکتا ہے؟

اس بارے دونوں طرح کے دلائل پائے جاتے ہیں کچھ دلائل مصیبت کے طلب کرنے سے روکتے ہیں حضرت ابوہریرہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مصیبت کی سختی اور بدبختی کے پانے اور تقدیر کی برائی اور دشمنوں کے طعنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی پناہ مانگو۔[38] حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دوزخ شہوتوں سے ڈھانکی گئی ہے اور جنت مصیبتوں سے چھپی ہوئی ہے۔[39] جب تجھے مصیبت پہنچے تو اس کے ثواب میں زیادہ رغبت رکھے اور یہ خواہش ہو کہ کاش یہ میرے لئے باقی رہتی۔[40] حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جب آزمائش والوں کو ان مصیبتوں کا بدلہ دیا جائے گا اہل عافیت تمنا کریں گے کاش ان کی کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں تاکہ انہیں بھی اسی طرح اجر ملتا۔[41]

مصیبتیں آنے کے اسباب

مصیبتوں انسان کے اپنے اعمال کے سبب آتی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ تو مہربان اور رحیم ہے وہ بہت سی مصیبتیں اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیتا ہے۔ عبید اللہ بن وازع، قبیلہ بنو مرہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ گیا تو مجھے بلال بن ابوبردہ کے حال کے متعلق بتایا گیا کہ میں نے کہا کہ اس میں عبرت ہے میں ان کے پاس گیا وہ اپنے اسی گھر میں قید تھے جو انہوں نے بنوایا تھا۔ اذیتیں پہنچانے اور مار پیٹ کی وجہ سے ان کی شکل و صورت بدل گئی تھی اور ان کے بدن پر ایک پرانا چیتھڑا کپڑا تھا۔ میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اے بلال! میں نے تمہیں دیکھا کہ تم ہمارے پاس سے گذرا کرتے تھے اور آج اس حال میں ہو؟ کہنے لگے تم کون ہو؟ میں نے کہا ابن عباد ہوں اور بنو مرہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ بلال نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں شاید اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں نفع پہنچائیں؟ میں نے کہا سنایئے، انہوں نے فرمایا ابوبردہ اپنے والد موسیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کو کوئی تکلیف یا چوٹ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہی پہنچتی خواہ کم ہو یا زیادہ اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں وہ اس سے زیادہ ہوتے ہیں، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

''وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ''[42]

(اور جو تم پر مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔)[43]

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

''قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ''(44)

(اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہو، یہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

''فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ''(45)

(پھر اس وقت کیا ہوتا ہے؟ جب ان کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آپڑتی ہے۔)

ایک دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

''وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ''(46)

(اور جو بھی کوئی بدحالی پیش آتی ہے تجھے تو وہ تیری اپنی ہی وجہ سے ہوتی ہے۔)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

''وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ''(47)

(اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے اس کے اعمال کی پاداش میں تو وہ ناشکرا بن جاتا ہے۔)

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

''وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ''(48)

(اور اگر ان کے اعمال کے سبب سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یکایک وہ مایوس ہونے لگتے ہیں۔)

امیر سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ان دو آیتوں کا مطلب پوچھا "اگر تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کر دیا یا چھپاؤ، دونوں صورتوں میں اللہ تم سے اس کا محاسبہ کرے گا" اور یہ کہ جو "شخص کوئی برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا" تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جب سے نبی ﷺ سے ان آیتوں کے متعلق پوچھا ہے آج تک کسی نے مجھ سے ان کے متعلق نہیں پوچھا، نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے عائشہ! اس سے مراد وہ پے در پے آنے والی مصیبتیں ہیں جو اللہ اپنے بندے پر مسلط کرتا ہے، مثلاً کسی جانور کا ڈس لینا، تکلیف پہنچ جانا اور کانٹا چبھ جانا، یا وہ

سامان جو آدمی آستین میں رکھے اور اسے گم کر بیٹھے، پھر گھبرا کر تلاش کرے تو اسے اپنے پہلو کے درمیان پائے حتیٰ کہ مومن اپنے گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے، جیسے بھٹی سے سرخ سونے کی ڈلی نکل آتی ہے۔ (49)

حضرت سعید بن وقاص فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول !لوگوں میں سب سے زیادہ سخت مصیبت کس پر آتی ہے ؟ فرمایا انبیاء پر پھر جو ان کے بعد افضل اور بہتر ہو درجہ بدرجہ بندہ کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس کے دین میں پختگی ہو گی تو اس کی آزمائش سخت ہو گی اور اگر اس کے دین میں نرمی ہو گی تو اس کی آزمائش بھی اسی کے اعتبار سے ہو گی مصیبت بندے سے ٹلتی نہیں یہاں تک کہ اسے ایسی حالت میں چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے اور اس کے ذمہ ایک بھی گناہ نہیں رہتی۔ (50) حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا دنیا کا زہد یہ نہیں کہ آدمی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے اور نہ یہ ہے کہ اپنا مال تباہ کر دے لیکن زہد اور درویشی یہ ہے کہ آدمی کو اس مال پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ بھروسہ نہ ہو جتنا اس مال پر ہے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دنیا میں جب کوئی مصیبت آئے تو اس سے زیادہ خوش ہو بنسبت اس کے کہ مصیبت نہ آئے دنیا میں اور آخرت کے لئے اٹھا رکھی جائے۔ ہشام نے کہا ابو ادریس خولانی نے کہا یہ حدیث اور حدیثوں میں ایسی ہے جیسے کندن سونے میں۔ (51)

بھوک، پیاس، بیماری، غربت، تکالیف اور مصیبتیں انسان کا دل توڑ دیتی ہیں اور اللہ کے قرب کا سبب بنتی ہیں۔ یہ بات سمجھ آجائے تو بندہ سہولتوں سے منہ موڑ لے اور دکھوں کو گلے لگانے کے لیے تیار ہو جائے۔ مرادیں طلب کرنا چھوڑ دے اور نامرادی کے لیے تیار ہو جائے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نامرادی جے نہ جھرے پیہی پس اللہ
چٹو ربانی راہ پر مرادن کھنیں مخفی کیو

نامراد انسان اگر نامرادی کے لئے تیار ہو جائے تو اللہ سامنے ہے صاف خدائی راستہ ہے جسے ہم نے نامرادی کی وجہ سے چھپا دیا ہے۔

میاں محمد بخش فرماتے ہیں:

جتن جتن ہر کوئی کھیڈے توں ہارن کھیڈ فقیرا

جتن دا مل کوڈی ہوندا ہارن دا مل ہیرا

ایک مانگنے والا گلی میں جارہا تھا کہہ رہا تھا خدا کے بندو! خدا کی قسم میں تین دن سے بھوکا ہوں خدا کے لیے مجھے کچھ کھلاؤ۔ اللہ کے ایک ولی نے یہ آواز سنی تو فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پر بہتان باندھتا ہے تو تین دن سے بھوکا نہیں ہے۔ اس نے کہا کیسے؟ اس اللہ کے ولی نے فرمایا بھوک اللہ کا تحفہ ہے، اللہ کا کھانا ہے اگر تو واقعی بھوکا ہوتا تو تجھے خداوند قدوس کے کھانے کی قدر ہوتی اور یہ شکایت اپنی زبان پر کبھی نہ لاتا۔[52]

حضرت امام جعفر صادق کا ایک مرید تھا۔ وہ آپ سے کہنے لگا حضور ایک مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا۔ فرمایا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا حضور ہم دعائیں کرتے رہتے ہیں مگر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ آپ جیسے ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یہ فرق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا زبانی طریقے پر سمجھادوں یا عملی مشق کروادوں۔ اس نے کہا کہ مشق کروادیں۔ آپ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اسے اٹھاؤ اور پانی میں پھینک دو۔ اس کو تالاب میں ڈال دیا گیا۔ آپ نے پانی کو حکم دیا کہ اس کو غوطے دو۔ پانی نے اسے اوپر نیچے کو غوطے دینا شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا ! امام صاحب خدا کے لئے مجھے بچالیں۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا خاموش رہے۔ بالآخر اس نے کہنا شروع کر دیا، یااللہ! اب تو ہی مجھے بچا سکتا ہے اپنے کرم کے صدقے مجھے بچالے۔ آپ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ کر باہر نکالو۔ کچھ بندے آگے بڑھے اسے پکڑ کر باہر نکالا۔ آپ نے اس بندے سے پوچھا بتاؤ یہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ کہنے لگا حضور پہلے تو میں آپ کو بلاتا رہا پھر جب بے بس ہو گیا اور تسلی ہو گئی کہ اب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں تو اس وقت میرا ذہن ایک وحدہ لاشریک کی طرف لگ گیا اور مجھے اپنے قلب کے اندر ایک سوراخ نظر آیا جس کے اندر ایک روشنی محسوس ہوئی اور میں نے اس روشنی میں کہا اے اللہ! اب تو ہی میری مدد کر سکتا ہے جیسے ہی میں نے اللہ سے عرض کیا تو آپ نے اپنے مریدوں سے کہہ دیا کہ اسے باہر نکالو۔ آپ نے فرمایا وہ جو موت کا منظر تمہیں اس وقت نظر آرہا تھا وہ منظر ہم پر ہمیشہ طاری رہتا ہے اس لئے ہماری ہر دعا قبول ہو جایا کرتی ہے۔[53]

ابتلاء و آزمائش پر صبر کیسے کرے

عبدالرحمن بن قاسم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں میری مصیبت کو یاد کر کے۔ [54] زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عمر کو روم کے لشکروں کا اور اپنے خوف کا حال لکھا؛ حضرت عمر نے جواب لکھا کہ بعد حمد ونعت کے معلوم ہو کہ بندہ مومن پر جب کوئی سختی اترتی ہے تو اس کے بعد اللہ پاک خوشی دیتا ہے؛ اور ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہو سکتی؛ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا؛

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ'' [55]

(اے ایمان والو صبر کرو مصیبتوں پر اور صبر کرو کفار کے مقابلہ میں اور قائم رہو جہاد پر اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم نجات پاؤ۔) [56]

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے لیے ایک خاص درجہ مقرر کر دیتا ہے مگر وہ بندہ اپنے عمل کے ذریعے اس مقام تک نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مقام تک پہنچا کر چھوڑتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے۔ [57]

مصیبت سے منازل سلوک کے حصول میں صوفیا کے اقوال وحکایات

کعب بن مالک کا جو واقعہ ہے اور ان کے ساتھ دو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جو واقعہ ہے [58] یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہوں نے سچ بولا تھا اور اپنا مسئلہ بتایا تھا تو انہیں سزا دی گئی جبکہ جن لوگوں نے جھوٹ بولا انہیں چھوڑ دیا گیا۔ کیا یہ واقعی سزا تھی؟ یا جنہوں نے سچ بولا تھا انہیں اس مصیبت کے ذریعے تکلیف پہنچا پہنچا کر سلوک کی منازل طے کرائیں گئی۔ یہ خاص انعام تھا جو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جو آہوں اور سسکیوں کا قدر شناس ہو گا کیونکہ یہ وہ آہیں ہی تھیں جنہوں نے عرش کو ہلا کر رکھ دیا اور اللہ رب العزت نے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سلوک کی خاص منازل طے کروائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام گھر سے بے گھر ہوئے تو مصر کی شاہی عطا کی گئی اور والدین سے ملوایا گیا اور قرب الٰہی نصیب ہوا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وطن چھوڑا تو انہیں فتح مکہ کی نوید سنائی گئی۔ ثابت بنانی، انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے گھر کی ایک عورت سے کہہ رہے تھے کہ کیا تو فلاں عورت کو جانتی ہے اس نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ اس کے پاس سے گزرے اس وقت وہ ایک قبر کے

پاس رو رہی تھی، آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر، اس نے کہا کہ تو مجھ سے دور ہو اس لئے کہ تو میری مصیبت سے ناواقف ہے، آپ اس سے آگے بڑھ کر گزر گئے، اس عورت کے پاس سے ایک شخص گزرا اس نے پوچھا کہ تم سے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا، اس عورت نے کہا کہ میں نے ان کو پہچانا نہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ عورت آپ کے دروازے پر پہنچی وہاں کوئی دربان نہ تھا، اس نے اندر جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا نبی ﷺ نے فرمایا کہ صبر صدمہ کے شروع ہی میں کرنا چاہیے۔(59)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

''لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ العَظِيمُ الحَلِيمُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَرَبُّ العَرْشِ العَظِيمِ''(60)

(یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ جاننے والا بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مسلمان پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر کہے:

''إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَااللّٰهُمَّ أجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا''(61)

اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور میرے لئے اس کا نعم البدل عطا فرما تو اللہ اس کو اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں، جب ابوسلمہ فوت ہوئے تو میں نے کہا ابوسلمہ سے افضل کون سا مسلمان ہوگا پہلا گھرانہ تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت فرمائی پھر میں نے اسی قول کو پختہ یقین سے دہرایا تو اللہ نے میرے لئے ابوسلمہ کے بدلے رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کو اپنے لئے پیغام نکاح دینے کے لئے بھیجا تو میں نے کہا میری ایک لڑکی ہے اور میں غیرت مند ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی بیٹی کے لئے تو ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس سے بے نیاز کر دے اور ان کی شرمندگی کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ اسے ختم کر دے۔(62)

امیر ابو العلی پہلے ایک سکھ حاکم جس کا نام مان سنگھ تھا کے پاس ملازمت کرتے تھے۔ اس نے ملازمت سے سے فارغ کر دیا۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک مصیبت کی صورت تھی لیکن یہ ان کے لیے

ایک نعمت ثابت ہوئی۔ اس لیے کہ انہوں نے نے اپنی توجہ اللہ رب العزت کی بارگاہ کی طرف مبذول کر دی اور خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر انوار کی طرف متوجہ رہنے لگے اور بارگاہ خواجہ کی عنایات اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔ (63)

حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا اے خدایا! تجھے کہاں تلاش کروں جواب آیا شکستہ دل اور اپنے صفائی قلب سے مایوس شدہ لوگوں کے پاس۔ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا! اے میرے رب مجھ سے زیادہ شکستہ دل اور ناامید شخص اور کون ہو گا؟ فرمایا میں وہی ہوں جہاں تم ہو۔ (64)

ابو العالیہ ایک روز ہارون رشید کے پاس گئے تو اس کو یہ نصیحت فرمائی کہ مظلوم کی بد دعا سے بچ کیوں کہ اللہ تعالی اس کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ بدکار ہی کی جانب سے ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ کافر ہی کی جانب سے ہو۔ (65)

حضرت عیسی صحرا میں گھوم رہے تھے کہ بڑی موسلا دھار بارش نے آ لیا۔ آپ نے غار کے گوشہ میں جہاں ایک سیاہ خرگوش کا بھٹ تھا، پناہ لی۔ بارش تھمی تو حضرت عیسی پر پر وحی نازل ہوئی کہ سیاہ خرگوش کے بھٹ سے باہر نکل آ، کیونکہ تیرے ڈر کی وجہ سے اس کے بچے اندر نہیں جاتے۔ حضرت عیسی نے پکار کر کہا، اے خدایا! سیاہ خرگوش کے بچوں کے لیے تو جائے پناہ ہے مگر مریم کے بیٹے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں۔ اللہ تعالی کی طرف سے جواب آیا کہ سیاہ خرگوش کے بیٹے کے لیے پناہ ہے، جگہ ہے اور مریم کے بیٹے کے لیے نہ پناہ ہے، نہ جگہ، نہ گھر ہے، نہ مقام۔ (66)

مولانا جلال الدین رومی کہتے ہیں کہ اگرچہ سیاہ خرگوش کے بچے کے لیے گھر ہے لیکن ایسا معشوق اسے گھر سے نہیں نکالتا۔ تجھے معشوق نے ہی تو گھر سے نکالا ہے۔ اگر تیرا گھر نہیں ہے تو کیا پروا؟ کہ اس طرح نکالے جانے کا مزا اور یہ عزت تیرے ہی لیے مخصوص ہوئی۔ زہے قسمت کہ اس نے خود تجھے نکالا۔ سوہزار زمین اور آسمان، دنیا، آخرت، عرش، کرسی، اس کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ مرتبہ ان سب سے بڑھ کر ہے۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی کا ایک مرید جو کئی مرتبہ خواب میں آپ کو جنت میں دیکھ چکا تھا لیکن آپ سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ حضرت کی بیوی تیز زبان تھی جو آپ کو تنگ کرتی تھی اور ایذا دیتی تھی۔ ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کی بیوی کے ہاتھ میں آگ ہلانے والی لاٹھی ہے اور وہ آپ کے کندھوں پر مار رہی ہے۔ آپ کے کپڑے سیاہ ہو گئے ہیں لیکن

آپ اس زیادتی پر خاموش ہیں۔ وہ مرید یہ دیکھ کر بے قرار ہو گیا اور عقیدت مندوں کے پاس جا کر کہنے لگا کہ یہ حضرت پر اس قدر زیادتی کرتی ہے اور تم خاموش رہتے ہو۔ کسی نے کہا کہ اس کا مہر پانچ سو دینار ہے اور حضرت غنی نہیں ہیں۔ وہ آدمی گیا اور پانچ سو دینار لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ اس عورت کا حق مہر ہے جو آپ کے ساتھ برا سلوک کرتی ہے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اگر میں اس کی بد زبانی اور بد سلوکی پر صبر نہ کرتا تو کیا تم مجھے جنت میں دیکھ پاتے۔ [67]

ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی، حُضُور! اَہل و عِیال کی فکر نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ میرے حق میں دعا فرمایئے۔ جواب دیا، تیرے اَہل و عِیال جب تجھ سے آٹا اور روٹی نہ ہونے کی شِکایت کریں اُس وَقت اللہ تبارَکَ وَتَعالٰی سے دُعا کیا کر کہ تیری اُس وَقت کی دُعا قَبولیّت کے زیادہ قریب ہے۔ [68]

جس کی تنگدستی عروجِ بام پر ہو گی وہ شخص بے حد دُکھی اور غمگین ہو گا اور دُکھیاروں کی دُعاء قَبول ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی دعائیں قَبول ہوتی ہیں اُن میں سب سے پہلے نمبر پر احسن الوعا میں مُضطر یعنی دُکھیارا لکھا گیا ہے۔ [69] اس کے حاشیہ میں امام اَحمد رَضا خان لکھتے ہیں، "اس کی طرف یعنی دُکھیارے اور لاچار و ناشاد کی دعاء کی قَبولیّت کی طرف تو خود قراٰنِ کریم میں ارشاد موجود ہے:

''أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ''[70]

(یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے، جب اسے پکارے اور دُور کر دیتا ہے برائی۔)

کسی مردِ صالِح سے جب ان کے بال بچّوں نے کہا، آج کی رات کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ فرمایا، ہمارا ایسا مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھوکا رکھے! یہ دَرَجہ تو وہ اپنے وَلیوں کو عطا فرماتا ہے۔ مشائخ میں سے بعض کا یہ حال تھا کہ انہیں جب تنگدستی پیش آتی تو فرماتے، مرحبا! اے شَعارِ صالِحین! یعنی اے غُربت و فاقہ مستی! تُو تو اہلُ اللہ کی نشانی ہے تجھے خوش آمدید کہ ہمارے پاس تیری تشریف آوری ہو گئی۔ [71]

وہ عشقِ حقیقی کی لذّت نہیں پا سکتا
جو رنج و مصیبت سے دوچار نہیں ہوتا

حضرتِ سیّدُنا یونُس علیہ السَّلام نے حضرتِ سیّدُنا جبرئیل امین علیہ السَّلام سے فرمایا، میں رُوئے زمین کے سب سے بڑے عابِد یعنی عبادت گزار کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضرتِ سیّدُنا جبرئیلِ

امین علیہ السَّلام آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جُذام کی وجہ سے گَل کَٹ کر جُدا ہو چکے تھے اور وہ زَبان سے کہہ رہا تھا، "یااللہ! عزوجل تُو نے جب تک چاہا ان اَعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور میری اُمّید صِرف اپنی ذات میں باقی رکھی، اے میرے پیدا کرنے والے! میرا تَو مقصود بس تُو ہی تُو ہے۔" حضرتِ سیّدُنا یونُس علیہ السَّلام نے فرمایا، اے جبرئیلِ امین! میں نے آپ کو نَمازی روزہ دار شخص دکھانے کا کہا تھا۔ حضرتِ سیّدُنا جبرئیلِ امین علیہ السَّلام نے جواب دیا، اِس مصیبت میں مُبتَلا ہونے سے قَبل یہ اَیسا ہی تھا، اب مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ چُنانچِہ حضرتِ سیّدُنا جبرئیلِ امین علیہ السَّلام نے اشارہ کیا اور اُس کی آنکھیں نکل پڑیں! مگر عابِد نے زَبان سے وُہی بات کہی، "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! جب تک تُو نے چاہا اِن آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا انھیں واپَس لے لیا۔ اے خالِق! عَزَّوَجَلَّ میری اُمّید گاہ صِرف اپنی ذات کو رکھا، میرا تو مقصود بس تُو ہی تُو ہے۔" حضرتِ سیّدُنا جبرئیلِ امین علیہ السَّلام نے عابِد سے فرمایا، آؤ ہم تم باہَم ملکر دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تم کو پھر آنکھیں اور ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔ عابِد نے کہا، ہرگز نہیں۔ حضرتِ سیّدُنا جبرئیلِ امین علیہ السَّلام نے فرمایا، آخِر کیوں نہیں؟ عابِد نے جواب دیا، "جب میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا اِسی میں ہے تو مجھے صِحّت نہیں چاہیئے۔" حضرتِ سیّدُنا یونُس علیہ السَّلام نے فرمایا، واقعی میں نے کسی اور کو اِس سے بڑھ کر عابِد نہیں دیکھا۔ حضرتِ سیّدُنا جبرئیلِ امین علیہ السَّلام نے کہا، یہ وہ راستہ ہے کہ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ تک رسائی کیلئے اِس سے بہتر کوئی راہ نہیں۔ (72)

جے سوہنا مِرے دُکھ وِچ راضی
میں سکھ نُوں چُلّھے پاواں

حضرتِ سیّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ ارشاد فرمایا، "جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اُس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اس کی مغفِرت فرمادے۔ (73)

حضرت ابو الحسن محمد بن اسماعیل خیر النساء د سعد رحمہ اللہ تعالی علیہ جو سری سقطی کے مرید تھے آپ کا گزر کوفہ کے شہر سے ہوا ہوا تو ایک ریشم بننے والے نے آپ کو پکڑ لیا اور کہنے لگا تو میرا غلام ہے اور تیرا نام خیر ہے آپ نے اس معاملہ میں قضاو قدر کا ہاتھ دیکھا تو اس سے تعرض نہ کیا یہاں تک کہ سالہا سال تک اس کے ساتھ کام کرتے رہے جب بھی وہ پکارتا کہ اخیر تو جواب

دیتے کہ حاضر ہوں کہ وہ شخص اپنے کیے پر شرمسار ہوں آپ سے کہنے لگا کہ میں نے غلطی کی ہے تم میرے غلام نہیں ہو اب تم جاؤ پھر آپ وہاں سے چل کر مکہ مکرمہ آئے اور اس درجہ و مقام تک رسائی پائی۔[74] اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سلوک کی منازل کا حصول انہوں نے اس امتحان اور آزمائش کے بعد حاصل کیا کہ جس میں آپ کو ایک شخص نے اپنا غلام بنالیا تھا۔

سید ہجویر حضرت علی بن عثمان فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سخت مشکل درپیش ہوئی جس کی وجہ سے میں نے تین ماہ تک حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر چلا کشی کی تاکہ میری یہ مشکل حل ہو جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں ہر روز تین مرتبہ غسل اور تیس مرتبہ وضو کرتا اس امید پر کہ مشکل آسان ہو مگر پریشانی دور نہ ہوئی تو خراسان کے سفر کا ارادہ کیا اس سفر کے دوران میں ایک رات ایک ایسے گاؤں میں پہنچا جہاں ایک خانقاہ تھی اور وہاں صوفیوں کی ایک جماعت ٹھہری ہوئی تھی میرے جسم پر کھدری اور سخت قسم کی گئی تھی۔ مسافروں کی مانند میرے ساتھ کچھ سامان نہ تھا صرف ایک لاٹھی اور لوٹا تھا اس جماعت نے مجھے حقارت کی نظر سے دیکھا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا وہ اپنے رسم و رواج کے مطابق باہم گفتگو کرتے اور کہتے کہ یہ ہم میں سے نہیں ہے اور یہ درست بھی تھا کہ میں ان میں سے نہیں تھا لیکن مجھے چھوٹی وہاں رات گزارنا ضروری تھی گنجائش نہ ہونے کے باوجود میں ٹھہر گیا اور انہوں نے مجھے دریچہ میں بٹھا دیا اور وہ لوگ اس سے اونچی چھت پر چلے گئے میں زمین پر رہا انہوں نے میرے آگے ایک سوکھی اور پھپھوندی لگ گئی ہو روٹی ڈال دیں میں چیزوں کی خوشبو کو سونگھ رہا تھا جو خود جو وہ لوگ خود کھا رہے تھے وہ لوگ مجھ پر برابر آوازیں کس رہے تھے جب وہ کھانے سے فارغ ہوگئے تو خربوزے کھانے لگے اور دل لگی سے اس کے چھلکے میرے سر پر پھینک کر میری تحقیر و توہین کرتے رہے اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ خداوندا اگر میں تیرے محبوں کالباس پہننے والوں میں سے نہ ہوتا تو میں ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جاتا پھر جتنی بھی مجھ پر انکی طعن و تشنیع زیادہ ہوتی رہی میرا دل مسرور ہوتا گیا یہاں تک کہ اس واقعہ کا بوجھ اٹھانے سے میری مشکل حل ہو گئی فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھ پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ مشائخ کرام لوگوں کو اپنے ساتھ کیوں گوارا کرتے ہیں اور کیوں لوگوں کی سختیاں جھیلتے ہیں۔[75] یعنی آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ مومن پر تکالیف زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جاتی ہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ تکلیف پھر تکلیف نہیں رہتی بلکہ یہ تکلیف بھی آسان ہو جایا کرتی ہے اور ان

تکلیفوں کے بدلے بندہ مومن پر سلوک کی منازل کے دریچے واکر دیے جاتے ہیں اور وہ سلوک کی ایسی منازل پر پہنچتا ہے کہ جن کا حصول عام حالات میں اس شخص کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔

خلاصہ بحث و نتائج

ان دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصائب و تکالیف کی تصوف میں بڑی اہمیت ہے اور اسے اللہ رب العزت کے قرب کے حصول کے ضمن میں صوفیاء کے ہاں ہمیشہ سے اہم گردانا گیا ہے، بلکہ بعض اولیاء اللہ نعمت سے بڑھ کر مصیبت کو افضل سمجھتے ہیں، کیونکہ نعم و عطا میں نفس کو حظ و لطف ملتا ہے جب کہ مصیبت کے آنے میں رب قدوس کی رضا شامل ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے سالک کو اللہ رب العزت کے قرب کو پانے میں آسانی ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ عام الحزن کے سال میں رسول اللہ ﷺ کو جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات کے سانحے اور طائف کے واقعے کے بعد اللہ رب العزت نے معراج کروائی۔ افک کے بعد سورہ نور کی آیات کا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شان کے بارے میں نزول ہوا جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک مسلمان آپ کی پاکدامنی کی گواہی دیتے رہیں گے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو مصیبتوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اللہ رب العزت کا قرب حاصل ہوا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی آزمائش کی گئی اور پھر انہیں خلت عطا کی گئی۔ اسی طرح اللہ رب العزت اپنے خاص بندوں کو بھی آزماتا ہے اور پھر انہیں قرب سے نوازتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ، ج1 ص7، كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، رقم الحدیث3
2۔ القرآن، سورۃ النجم، 53:9
3۔ القرآن، سورۃ النجم، 53:10
4۔ الرازي، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، الملقب بہ فخر الدین، 606ھ، مفاتیح الغیب، بیروت: دار احیاالتراث العربي، 1420،. ج20 ص292
5۔ قاسمی، غلام رسول، مفتی، اسرار السلوک، سرگودھا: رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی، 2013ء، ص124
6۔ النور، 11:24
7۔ البقرۃ، 155:2
8۔ آل عمران، 146:3
9۔ فصلت، 51:41
10۔ الزمر، 49:39
11۔ الزمر، 8:39
12۔ ص، 40:38
13۔ لقمان، 17:31
14۔ الحج، 35:22
15۔ یونس، 12:10
16۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری. ج2 ص128، رقم الحدیث1496
17۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج6 ص155، بَابُ قَوْلِهِ: {يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، وَلِلَّهِ العِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ المُنَافِقِينَ لاَ يَعْلَمُونَ}، رقم الحدیث4907
18۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج2 ص114، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ، رقم الحدیث5640

19۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج2ص 114، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ، رقم الحدیث 5641

20۔ بخاری، صحیح بخاری، ج2 ص73، بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ}، حدیث1248

21۔ بخاری، صحیح بخاری، ج2 ص73، بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ}، حدیث1249

22۔ مریم:71

23۔ ترمذی، جامع ترمذی، ج3 ص367، بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ قَدَّمَ وَلَدًا، حدیث 1061

24۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج1 ص513، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ، حدیث 1608

25۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج2ص 114، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ، رقم الحدیث 5645

26۔ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن، م255ھ, سنن دارمی، المملكة العربية السعودية: دار المغني للنشر والتوزيع, 2000، ج1ص499، بَابٌ: فِي إِعْظَامِ الْعِلْمِ، رقم الحدیث 673

27۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ, مسند احمد، بیروت: مؤسسة الرسالة, 2001، ج2 ص254، مسند علی بن ابی طالب، رقم الحدیث 940

28۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ، مسند احمد، ج 3ص256، حدیث الحسین بن علی، رقم الحدیث 1734

29۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ، مسند احمد، ج 18 ص391، مسند ابی سعید الخدری، رقم الحدیث 11893

30۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ، مسند احمد، ج 24 ص 291، زیادة فی حدیث عبدالرحمن بن شبل، رقم الحدیث 15531

31۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ، مسند احمد، ج32ص406، حدیث ابی موسی الاشعری، رقم الحدیث 19633

32۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ، مسند احمد، ج40ص 186، مسند الصدیقہ عائشہ بنت الصدیق، رقم الحدیث24156

33۔ ابوداؤد، سنن ابو داؤد، ج 3 ص 183، بَابُ الْأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ، حدیث 3090

34۔ حسن رضا، خان، مولانا، آئینہ قیامت، ص20

35۔ حسن رضا، خان، مولانا، آئینہ قیامت، ص20

36۔ حسن رضا، خان، مولانا، آئینہ قیامت، کراچی: مکتبۃ المدینہ، 1429ھ /2007ء، ص17

37۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، 4706

38۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج2ص 114، ج8 ص126، بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ القَضَاءِ، رقم الحدیث6616

39۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج8 ص102، بَابٌ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، رقم الحدیث 6487

40۔ ترمذی، محمد بن عیسی، م279ھ، جامع ترمذی، مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي، 1975، ج4ص 571، بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا، رقم الحدیث 2340، حدیث ضعیف ہے۔ قال الشيخ الألباني: ضعيف جدا، دیکھیں: صحیح وضعیف سنن الترمذي الألباني: حدیث نمبر 2340

41۔ ترمذی، محمد بن عیسی، م279ھ، جامع ترمذی، ج4ص 603، رقم الحدیث 2402

42۔ الشوری، 30:42

43۔ ترمذی، محمد بن عیسی، م279ھ، جامع ترمذی، ج 5 ص 377، بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ حم عسق، رقم الحدیث3252

44۔ آل عمران، 165:3

45۔ النساء، 62:4

46۔ النساء، 79:4

47۔ الشوری، 48:42

48۔ الروم، 36:30

49۔ احمد بن حنبل، امام، م241ھ، مسند احمد، ج43 ص29، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق، رقم الحدیث25835

50۔ ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، 273ھ،، سنن ابن ماجہ، بیروت: دار احیا الکتب العربیۃ، س۔ن،۔ج2ص1334،بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ، رقم الحدیث4023

51۔ ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، 273ھ،، سنن ابن ماجہ، ج2ص 1373، بَابُ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا، رقم الحدیث4100

52۔ قاسمی، غلام رسول، مفتی، اسرار السلوک، سرگودھا: رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی، 2013ء، ص126

53۔ قاسمی، غلام رسول، مفتی، اسرار السلوک، سرگودھا: رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی، 2013ء، ص128

54۔ مالک بن انس، امام، م179ھ، الموطا، ابو ظبی۔ الامارات: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، 2004،۔ج1ص236،بَابُ جَامِعِ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيبَةِ، حدیث41

55۔ آل عمران، 200:3

56۔ مالک بن انس، امام، م179ھ، الموطا، ج3ص633، باب التَّرْغِيبُ فِي الْجِهَادِ، رقم الحدیث1621

57۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، م275ھ، سنن ابوداؤد، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، س۔ن،۔ج 3ص183،بَابُ الْأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ، رقم الحدیث3090

58۔ بخاری، صحیح البخاری، ج6ص3،بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَعَلَى الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا}، رقم الحدیث 4418؛ ج6ص71، بَابُ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ}، رقم الحدیث4678

59۔ بخاری، صحیح البخاری، ج9ص65،بَابُ القَضَاءِ وَالفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ، رقم الحدیث7154

60۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، م256ھ، صحیح البخاری، ج8ص75،بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الكَرْبِ ، رقم الحدیث6345

61۔ البقرۃ، 156:2

62۔ مسلم بن حجاج، امام، م 261ھ، صحیح مسلم، بیروت: دار احیاالتراث العربی، س۔ن، ۔ ج2 ص 631، بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ، رقم الحدیث 918،3،

63۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین، لاہور: فرید بک سٹال اردو بازار، 2007ء، ص 81

64۔ ابو نعیم، احمد بن عبداللہ، الاصبہانی، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، مصر: السعادۃ-بجوار المحافظۃ، 1974، ۔ ج2 ص364، ج4 ص31، ج6 ص177

65۔ عبدالوہاب شعرانی، امام، تنبیہ المغترین، کراچی-لاہور: ادارہ اسلامیات، 1427ھ، ص58

66۔ رومی، جلال الدین، مولانا، مرتب مولانا بہاء الدین، فیہ مافیہ، ملفوظات رومی،، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2011ء، ص 75

67۔ نبہانی، محمد یوسف، علامہ، جامع کرامات اولیاء، لاہور: ضیاالقرآن پبلی کیشنز، 2013، ۔ ج1 ص 684

68۔ یافعی، عفیف الدین ابی السعادات عبداللہ بن اسعد، م 768ھ، روض الریاحین فی حکایات الصالحین، المكتبۃ التوفيقيۃ الامام الباب الاخضر۔ سيدنا الحسين، ص18

69۔ نقی علی خان، اَحسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰداب الدُّعا، ص ۱۱۱

70۔ النمل، 62:27

71۔ یافعی، روض الریاحین فی حکایات الصالحین، ص18

72۔ یافعی، روض الریاحین فی حکایات الصالحین، ص 269

73۔ الھیثمي، اَبو الحسن نور الدین علي بن اَبي بكر بن سليمان، م 807ھ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، القاهرة: مكتبة القدسي، 1414ھ / 1994ء، بَابٌ فِيمَنْ صَبَرَ عَلَى الْعَيْشِ الشَّدِيدِ وَلَمْ يَشْكُ إِلَى النَّاسِ، ج10 ص256، حدیث 17872

74۔ ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب ص199

75۔ ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب، لاہور: اظہار القرآن اردو بازار، 2014ء، ص91